

## 35914- مصیبتوں میں مبتلا کرنے کی حکمت

سوال

میں بہت زیادہ سنتا ہوں کہ لوگوں پر مصیبتیں نازل ہونے کی بھی حکمتیں ہوتی ہیں، تو یہ کون کون سی حکمتیں ہو سکتی ہیں؟

پسندیدہ جواب

جی ہاں مصیبتوں میں مبتلا کرنے کی کئی حکمتیں ہوتی ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

1- اللہ رب العالمین کے لیے کامل سر تسلیم خم کر کے بندگی کا اظہار۔

کیونکہ بہت سے لوگ خواہش پرست ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی بندگی نہیں کرتے، اگرچہ دعویٰ یہی کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہیں، لیکن جیسے ہی انہیں مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے تو وہ فوری طور پر منہ موڑ کر دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں خسارہ اٹھاتے ہیں، اور یہی واضح خسارہ ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَخْذُلُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فَتَةٌ انْفَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ اللَّهُ ثَنَاءَ الْأَجَرَةِ ذَٰلِكَ بُرْهَانُ الْفٰسِقِ﴾۔

ترجمہ: اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بندگی دل جمعی کے ساتھ نہیں کرتے، اگر انہیں کوئی فائدہ پہنچ جائے تو عبادت پر مطمئن ہو جاتے ہیں، اور اگر کوئی آزمائش آجائے تو اسلئے پاؤں لوٹ جاتے ہیں، وہ دنیا میں بھی نامراد ہوئے اور آخرت میں بھی، اور یہی واضح نامرادی ہے۔ [کج: 11]

2- آزمائشیں اہل ایمان کو دھرتی کا انتظام و انصرام سنبھالنے کے ترتیب دینے کے لیے آتی ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے استفسار کیا گیا: ڈٹ جانا، آزمائش میں پڑنا اور اقتدار حاصل کرنے کی کوشش میں سے کون سی چیز زیادہ افضل ہے؟ تو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اقتدار مل جانا انبیائے کرام کا درجہ ہے، اور اقتدار ہمیشہ آزمائش کے بعد ہی ملتا ہے، چنانچہ جب آزمائش آتی ہے تو صبر بھی کرنا پڑتا ہے، لہذا جب انسان صبر کرے گا تو اقتدار بھی مل جائے گا۔

3- گناہوں کا کفارہ

امام ترمذی: (2399) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مومن مرد اور مومن عورت پر جسمانی، اہل خانہ اور دولت سے متعلق مسلسل آزمائشیں آتی رہتی ہیں، یہاں تک کہ جب وہ اللہ سے ملتے ہیں تو ان پر کوئی بھی گناہ باقی نہیں ہوتا) اس حدیث کو ترمذی: (2399) نے روایت کیا ہے اور ابانی نے اسے سلسلہ صحیحہ: (2280) میں صحیح قرار دیا ہے۔

اسی طرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خیر کا ارادہ فرمائے تو اسے دنیا میں ہی سزا دے دیتا ہے، اور جس وقت اللہ تعالیٰ کسی بندے سے برائی کا ارادہ فرمائے تو اس کے گناہوں پر سزا نہیں دیتا، یہاں تک کہ جب قیامت قائم ہوگی تو اسے پوری سزا دے گا۔) اس حدیث کو ترمذی: (2396) نے روایت کیا ہے اور ابانی نے اسے سلسلہ صحیحہ: (1220) میں صحیح قرار دیا ہے۔

4- اجر و ثواب اور بلندی درجات:

صحیح مسلم: (2572) میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مومن کو کوئی کاٹنا یا اس سے بڑی کوئی تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرمادیتے ہیں یا اس تکلیف کی بدولت اس کا ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں)

5- مصیبتیں اپنی کوتاہیوں پر غور و فکر کرنے کی یاد دہانی کرواتی ہیں کہ انسان ماضی میں کی ہوئی غلطیوں کے بارے میں سوچتا ہے: اس لیے کہ اگر یہ مصیبتیں سزا ہیں تو اس سزا کا موجب بننے والا جرم کب سرزد ہوا؟

6- مصیبتیں: عقیدہ توحید، ایمان اور توکل کا درس دیتی ہیں

کیونکہ مصیبتیں عملی طور پر آپ کو اپنی اصلیت دکھاتی ہیں اور یہ بتلاتی ہیں کہ تم کمزور ہو، تم اپنے پروردگار کے بغیر نہ تو کسی تکلیف کو دور کرنے کی ہمت رکھتے ہو اور نہ ہی اپنا فائدہ کرنے کی صلاحیت: اس لیے تم اپنے پروردگار پر ہی توکل کرو، اسی کی بارگاہ میں کما حقہ گڑگڑاؤ، جب انسان میں یہ چیز پیدا ہو جائے تو انسان کی میں مرجاتی ہے، انسان میں تکبر اور گھمنڈ نامی کوئی چیز باقی نہیں رہتی، انسان خود پسندی، غرور اور غفلت کے خول سے باہر آ جاتا ہے، آپ اپنے آپ کو ناتواں انسان سمجھتے ہیں کہ جو صرف اپنے پروردگار کے سامنے ہی گھٹنے ٹیکے ہوئے ہے، انسان اپنے آپ کو ایسا لاپچار اور ناچار سمجھتا ہے جو کہ انتہائی مضبوط اور غالب ذات سے مدد کا متمنی ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ اسی کے بارے میں کہتے ہیں:

"اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندوں کا علاج مختلف قسم کی مصیبتوں اور تکلیفوں کی صورت میں ادویات سے نہ کرے تو انسان سرکش بن جائے، بغاوت کرنے لگے اور نافرمانی پر اتر آئے۔ اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ انسان کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے تو اسے اس کی تنقیص کے مطابق آزمائشوں اور تکلیفوں کی دوا پلا کر اس کی روحانی مہلک بیماریاں نکال باہر فرماتا ہے، تو جب انسان ان بیماریوں سے پاک صاف ہو جائے، کسی قسم کی بیماری باقی نہ رہے تو اسے دنیا کے عظیم ترین مقام: مقام عہدیت کے اہل قرار دے دیتا ہے، اور آخرت میں بندے کا اجر و ثواب بھی بڑھا دیتا ہے جو کہ دیدار باری تعالیٰ کی صورت میں ہوگا۔" ختم شد

"زاد المعاد" (4/195)

7- مصیبتیں انسان کی روح سے خود پسندی نکال کر اسے اللہ کے قریب بنا دیتی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كُنُوزُهُمْ﴾ ترجمہ: حنین کا دن یاد کرو جب تمہاری کثیر تعداد نے تمہیں خود پسندی میں مبتلا کر دیا تھا۔ [التوبہ: 25] اس آیت کی تفسیر میں یونس بن بکر نے "زیادات المغازی" میں روایت کیا ہے کہ ربیع بن انس کہتے ہیں کہ غزوہ حنین کے دن ایک شخص نے کہہ دیا تھا: آج ہم اپنی تعداد کم ہونے کی وجہ سے مغلوب نہیں ہو سکتے۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزری اور مسلمانوں کو [عارضی] شکست کا سامنا کرنا پڑا"

اسی طرح ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کی کامل حکمت کی منشا تھی کہ آغاز میں مسلمان اسلحہ اور فوجوں کی بہت بڑی تعداد کے باوجود شکست اور ہزیمت سے دوچار ہوں، تاکہ فحکمہ کی وجہ سے جن کی گردنوں میں تناؤ آگیا ہے وہ اس طرح جھک جائیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم میں داخل ہوتے ہوئے اپنی گردن جھکائے ہوئے تھے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن بارگاہ الہی میں عاجزی کے ساتھ اتنی جھکی ہوئی تھی کہ آپ کی ٹھوڑی بھی زین کو چھونے لگی تھی، لیکن اس غزوے کے موقع پر گردنوں کو اکڑانے والوں کی یہ کیفیت ہرگز نہیں تھی" ختم شد

زاد المعاد (3/477)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

**﴿وَلِيُخَيِّضَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيُخَيِّضَ الْكَافِرِينَ﴾**

ترجمہ : تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کی کانٹ چھانٹ کر دے اور کافروں کو ملیا میٹ کر دے۔ [آل عمران: 141]

اسی آیت کی تفسیر میں علامہ قاسمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

"یعنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو گناہوں سے پاک صاف کر دے، روحانی بیماریاں ختم کر دے، اسی طرح انہیں منافقوں سے ممتاز اور جدا کر دے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ان مصیبتوں اور آزمائشوں کی ایک اور حکمت بھی ذکر فرمائی کہ **﴿وَلِيُخَيِّضَ الْكَافِرِينَ﴾** یعنی کافروں کو تباہ و برباد فرما دے؛ کیونکہ جب بھی کافروں کو موقع ملتا ہے تو بغاوت اور فساد پر تُل پڑتے ہیں، اور یہی بغاوت ان کی تباہی اور بربادی کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو ہلاک اور تباہ و برباد کرنے کا ارادہ فرما لے تو ان کے لیے ایسے اسباب مہیا فرما دیتا ہے جن کے نتیجے میں وہ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں، چنانچہ کفر کے بعد ان میں سب سے بڑا سبب اللہ کے ماننے والوں کو انتہا درجے کی تکلیفیں دینا، ان کے خلاف اعلان جنگ، انہیں مٹانے کے لیے مسلح ہنگامہ دو اور ان پر اپنا تسلط قائم کرنا ہے۔۔۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ اور کفر پر ڈٹے رہنے والے سب افراد کو احد کے دن مٹا کر رکھ دیا۔" ختم شد

"القاسمی" (4/239)

8- مصائب میں لوگوں کی حقیقت عیاں ہوتی ہے۔

کیونکہ ایسے لوگ موجود ہیں جن کی خوبیاں یا خامیاں کڑے حالات میں ہی واضح ہوتی ہے، جیسے کہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

"جب تک لوگ خوشحالی میں ہوتے ہیں ان کی خامیوں پر پردہ پڑا رہتا ہے، لیکن جیسے ہی ان پر کوئی امتحان آتا ہے تو پھر ان کی حقیقت عیاں ہوتی ہے؛ چنانچہ ایمان والوں کا ایمان ظاہر ہوتا ہے اور منافقوں کی منافقت عیاں ہو جاتی ہے۔"

اسی طرح امام بیہقی رحمہ اللہ "دلائل النبوة" میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ :

"واقعہ معراج کے بعد بہت سے لوگوں کے لیے امتحان کا وقت آیا، تو لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج سے متعلق دعوے کا ذکر کیا، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا : میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دعوے میں بھی سچے ہیں! لوگوں نے کہا : کیا تم اس بات کی بھی گواہی دیتے ہو کہ وہ ایک رات میں شام سے واپس مکہ بھی آ گئے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا : میں تو آپ کی اس سے بھی دور کی گواہی دیتا ہوں! میں تو آپ کے آسمانوں کی خبریں دینے کی بھی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے انہیں صدیق کے لقب سے نوازا گیا۔"

9- کڑے امتحانات افراد تیار کرتے ہیں :

اللہ تعالیٰ نے بچپن سے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سخت حالات سے بھرپور زندگی منتخب فرمائی؛ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقبل کی بڑی ذمہ داریوں کے لیے تربیت ہو سکے؛ کیونکہ بڑی ذمہ داریاں وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جو کڑے حالات سے ٹھٹھکا جانتے ہوں، جن کی راہ میں رکاوٹیں آئیں اور ان کے سامنے سینہ سپر ہو جائیں، کڑے حالات آئیں اور گزر جائیں لیکن وہ اپنے منہج پر ڈٹے رہیں۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو یتیم تھے، پھر کچھ ہی عرصے کے بعد آپ کی والدہ بھی فوت ہو گئیں، اللہ تعالیٰ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کیفیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿أَلَمْ يَجْعَلْ يَتِيمًا فَآوَىٰ﴾ ترجمہ: کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا؟ اور پھر آپ کو ٹھکانا عطا کیا۔ [الضحیٰ: 6]

تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن سے ہی ایسی تربیت فرمائی کہ آپ بڑی بڑی ذمہ داریاں اٹھا سکیں اور مشکلات کا سامنا کر سکیں۔

10- انسان کڑے حالات میں مفاد پرست اور بے لوث دوستوں میں تفریق کے قابل ہو جاتا ہے۔

جیسے کہ کسی شاعر کا کہنا ہے کہ:

جزی اللہ اللہ اند کل خیر وإن کانت تفضضنی بریقہ

وما شکری لہا إلا لانی عرفت ہما عدوی من صدیقی

اگرچہ کڑے حالات میرے گلے کی ہڈی بن گئے تھے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ انہیں ڈھیروں جزا دے، اس لیے کہ میں انہی کی بدولت دوست اور دشمن میں فرق کر پایا ہوں۔

11- آزمائشیں اور مصیبتیں انسان کو اپنے گناہ یاد کرواتی ہیں تاکہ انسان ان سے توبہ تائب ہو جائے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فَمِنْ بَيْنِنٍ﴾

ترجمہ: اور جو بھی تجھے تکلیف پہنچے تو وہ تیری ہی طرف سے ہے۔ [النساء: 79]

ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے کہ:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فَمِنْ بَيْنِنٍ﴾

ترجمہ: اور تمہیں جو بھی مصیبت پہنچے تو وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے، اور وہ بہت سی باتوں کو معاف کر دیتا ہے۔ [الشوریٰ: 30]

اس لیے دنیا میں آنے والی مصیبت اور آزمائش روز قیامت سے قبل بڑے عذاب سے پہلے توبہ کی یاد دہانی کرواتی ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَنذِيقَنَّكُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَذَىٰ ذُوقَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّكُمْ يَرْجِعُونَ﴾

ترجمہ: اور ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے قریبی عذاب ضرور چکھائیں گے تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں۔ [السجدة: 21] اس آیت میں قریبی عذاب سے مراد انسان کو پہنچنے والی دنیاوی آزمائشیں، مصیبتیں اور تکلیفیں ہیں۔

جس وقت انسان کی زندگی عیش و عشرت سے بھرپور ہو تو انسان غرور، تکبر اور گھمنڈ کرنے لگتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی بھی ضرورت نہیں ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی طرف موڑنے کے لیے آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔

12- مصیبتیں انسان کے لیے دنیا کی حقیقت اور دھوکا عیاں کرتی ہیں۔

تکلیفیں انسان کے لیے یہ واضح کرتی ہیں کہ کامل اور ہر قسم کی تکلیف سے آزاد زندگی تو اس دنیاوی زندگی کے بعد ہیں، اس زندگی میں کوئی بیماری یا تھکاوٹ تک بھی نہیں ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے :

﴿وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا تَدْرِي لَئِنْ لَمْ يَنْفَعْنَا لَمَّا فَخَّخْنَا لَئِىٰ أَنْجِيَانَا لَوْ كُنَّا نَعْلَمُونَ﴾

ترجمہ : اور یقیناً آخرت کا گھر ہی حقیقی زندگی والا ہے، کاش کہ وہ جانتے ہوتے۔ [العنکبوت: 64]

جبکہ یہ دنیاوی زندگی تو تکالیف، پریشانیوں اور مصیبتوں سے گھری ہوئی ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے : ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْدِيرٍ﴾ ترجمہ : یقیناً ہم نے انسان کو سب سے بھلی طرح سے پیدا کیا ہے۔ [البعد: 4]

13- تکلیف کے وقت انسان کو صحت و عافیت جیسی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں خوب یاد آتی ہیں۔

مصیبتیں انسان کو صحت و عافیت کی نعمت کی قدر بڑے ہی آسان اور بلیغ ترین انداز سے سکھا دیتی ہیں، جن نعمتوں کی ناقدری کرتے ہوئے سالہا سال انسان انہیں استعمال کرتا ہے ان کی حقیقی لذت انسان کو معلوم ہو جاتی ہے۔

تکلیفیں انسان کو نعمت دینے والی ذات اور نعمتوں کی یاد دہانی کرواتی ہیں، اس یاد دہانی کی بدولت انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور اس طرح یہ تکالیف بھی انسان کے لیے خیر کا باعث بن جاتی ہیں۔

14- جنت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

انسان جب تک دنیاوی تکالیف نہ بھوگے اس وقت تک جنت کا مشاق نہیں ہوتا، تو ایسے کیونکر ہونے لگا کہ انسان دنیاوی عیش و عشرت میں مست ہو اور وہ جنت کی تنہا کرنے لگے؟!

مصیبتوں اور آزمائشوں کی مندرجہ بالا کچھ حکمتیں اور فوائد ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی حکمت تو ان سے بہت عظیم اور بالاتر ہے۔

واللہ اعلم